ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 0205

Program: Matric

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیۃ اللغۃ العربیۃ والدراسات الاسلامیۃ) شعبۂ عربی(

کورس :عربی(205)

سطح :میٹرک

سمسٹر :خزاں2026 ء

امتحانی مشق نمبر2

کل نمبر | 100 :کامیابی کے نمبر40 :

SOLVED ASSIGNMENT GUIDE — For Study & Reference

نوٹ :یہ حل شدہ گائیڈ صرف مطالعے اور حوالے کے لیے ہے۔ طلبہ سے گزارش ہے کہ امتحانی مشق اپنے الفاظ میں، اپنی سمجھ کے مطابق تحریر کریں؛ اس گائیڈ کو ہو بہو نقل کرنا تعلیمی دیانت کے خلاف ہے اور یونیورسٹی کی مواد چوری (Plagiarism) پالیسی کے تحت کارروائی کی زد میں آ سکتا ہے۔ عربی قواعد کی مشق جتنی زیادہ خود کریں گے، زبان اتنی ہی پختہ ہوگی۔

سوال نمبر 20) 1 نمبر(

سوال نمبر 1: الف) اِمْلَإِ الْفَرَاغَاتِ بِاسْتِخْدَامِ كَلِمَةٍ مُنَاسِبَةٍ مِنَ الْكَلِمَاتِ الَّتِي بَيْنَ الْقَوْسَيْنِ -1 :إِنَّكَ فِي يَوْمِ الْعِيدِ .....مِنَ النَّوْمِ مُبَكِّرًا-) تَنَامُ، تَخْرُجُ، تَصْحُو (ب .....النَّاسُ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْعِيدِ-) يَجْتَمِعُونَ، يَجْتَمِعُ، نَجْتَمِعُ (ج -وَبَعْدَ الصَّلَاةِ يَصْعَدُ الْخَطِيبُ .....فَيَخْطُبُ-) الْمَسْجِدَ، الصَّلَاةَ، الْمِنْبَرَ (د -يُتِمُّ الْإِمَامُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى كَصَلَاةِ .....بِقِرَاءَةٍ مَسْمُوعَةٍ-)الصُّبْحِ، الظُّهْرِ، الْعَصْرِ) (ب (مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں۔ حَدَثَ، سَرَقَتْ، قِلَادَةٌ، الْعَارُ، الْفَاضِحُ، يَقْطَعُ، يَمْنَعُ، أَمْجَدُ، جَنَّبُوا، يَرْتَفِعُ، الْتَمِسُوا

تعارف

اس سوال کے حصہ) الف (میں عید کے دن کے معمولات سے متعلق چار جملوں میں خالی جگہیں دی گئی ہیں اور ہر جملے کے آخر میں قوسین میں تین الفاظ دیے گئے ہیں جن میں سے درست اور مناسب لفظ چن کر جگہ بھرنی ہے۔ یہ مشق سبق کے مفہوم اور قواعد دونوں کو پرکھتی ہے :کہیں معنی کی مناسبت فیصلہ کرتی ہے اور کہیں فعل و فاعل کے قاعدے کی روشنی میں صیغہ منتخب کرنا پڑتا ہے۔ حصہ) ب (میں گیارہ عربی الفاظ کے اردو معانی لکھنے ہیں؛ یہ الفاظ اسی درسی سلسلے کے اسباق، خاص طور پر چوری کے واقعے والے سبق، سے لیے گئے ہیں اس لیے ان کے معانی بھی اسی سیاق میں دیے گئے ہیں۔

خالی جگہ بھرتے وقت طالب علم کو ایک آسان ترتیب اختیار کرنی چاہیے :پہلے پورا جملہ ترجمے کے ساتھ پڑھے، پھر دیکھے کہ کس قسم کا لفظ درکار ہے، فعل، اسم یا حرف، پھر قوسین کے تینوں الفاظ کو باری باری رکھ کر دیکھے کہ کس سے معنی مکمل اور ترکیب درست بنتی ہے۔ جو لفظ منتخب کرے اسے امتحان میں خالی جگہ پر صاف لکھنے کے ساتھ ساتھ پورا جملہ بھی نقل کرنا بہتر ہوتا ہے تاکہ ممتحن کو سیاق واضح نظر آئے۔ ذیل میں چاروں جملے مکمل صورت میں، منتخب لفظ کی وجہ کے ساتھ، دیے گئے ہیں۔

)الف (خالی جگہوں کے درست جوابات

1۔ إِنَّكَ فِي يَوْمِ الْعِيدِ تَصْحُو مِنَ النَّوْمِ مُبَكِّرًا۔ منتخب لفظ تَصْحُو ہے بمعنی تم جاگتے ہو، بیدار ہوتے ہو۔ جملے کا مفہوم ہے : تم عید کے دن نیند سے سویرے جاگتے ہو۔ تَنَامُ بمعنی تم سوتے ہو، مِنَ النَّوْمِ اور مُبَكِّرًا کے ساتھ الٹا مفہوم دیتا ہے، اور تَخْرُجُ بمعنی تم نکلتے ہو، نیند سے نکلنا عربی محاورہ نہیں ہے، اس لیے درست انتخاب صرف تَصْحُو ہے۔ صَحَا يَصْحُو نیند سے جاگنے کے لیے آتا ہے اور اس کا مصدر صَحْوٌ ہے۔

ب۔ يَجْتَمِعُ النَّاسُ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْعِيدِ۔ منتخب لفظ يَجْتَمِعُ ہے۔ یہاں باریک نحوی نکتہ ہے :خالی جگہ فاعل النَّاسُ سے پہلے ہے اور عربی میں فعل جب فاعل سے پہلے آئے تو واحد رہتا ہے، اسی قاعدے کی مشق مشق نمبر 1 میں بھی آ چکی ہے۔ اس لیے يَجْتَمِعُونَ غلط ہو گا اور نَجْتَمِعُ اس لیے غلط ہے کہ وہ متکلم جمع کا صیغہ ہے جبکہ فاعل النَّاسُ غائب ہے۔ مفہوم :لوگ عید کے دن مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ ج۔ وَبَعْدَ الصَّلَاةِ يَصْعَدُ الْخَطِيبُ الْمِنْبَرَ فَيَخْطُبُ۔ منتخب لفظ الْمِنْبَرَ ہے بمعنی منبر کو، منبر پر۔ خطیب خطبہ دینے کے لیے منبر پر چڑھتا ہے؛ الْمَسْجِدَ اس لیے غلط ہے کہ خطیب پہلے ہی مسجد میں موجود ہے اور الصَّلَاةَ اس لیے غلط ہے کہ نماز ہو چکی ہے، بَعْدَ الصَّلَاةِ خود یہ بتا رہا ہے۔ صَعِدَ يَصْعَدُ کا معنی ہے چڑھنا اور مِنْبَرٌ خطبے کی بلند جگہ کو کہتے ہیں۔ د۔ يُتِمُّ الْإِمَامُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى كَصَلَاةِ الصُّبْحِ بِقِرَاءَةٍ مَسْمُوعَةٍ۔

منتخب لفظ الصُّبْحِ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جملے میں بِقِرَاءَةٍ مَسْمُوعَةٍ یعنی سنائی دینے والی، بلند، قراءت کی قید موجود ہے؛ صبح یعنی فجر کی نماز میں قراءت جہری یعنی بلند آواز سے ہوتی ہے، ظہر اور عصر کی نمازوں میں قراءت سری ہوتی ہے، اس لیے تشبیہ صرف صلاۃ الصبح سے درست بنتی ہے۔ مفہوم :امام پہلی رکعت کو نمازِ فجر کی طرح سنائی دینے والی قراءت سے مکمل کرتا ہے۔

جملہ	منتخب لفظ	وجہِ انتخاب
1	تَصْحُو	نیند سے جاگنے کا فعل؛ مُبَكِّرًا کے ساتھ یہی معنٰی درست ہے
ب	يَجْتَمِعُ	فعل فاعل النَّاسُ سے پہلے ہے اس لیے واحد آیا
ج	الْمِنْبَرَ	خطیب خطبے کے لیے منبر پر چڑھتا ہے
د	الصُّبْحِ	قراءتِ مسموعہ فجر کی نماز کی پہچان ہے

ب) الفاظ کے معانی

حَدَثَ :واقع ہوا، پیش آیا، رونما ہوا۔ سَرَقَتْ :اس عورت نے چوری کی؛ یہ ماضی واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے اور سبق کی مرکزی کردار خاتون کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ قِلَادَةٌ :گلے کا ہار، گردن میں پہنا جانے والا زیور۔ الْعَارُ :شرم و رسوائی، عیب اور ذلت کی بات۔ الْفَاضِحُ :رسوا کرنے والا، ظاہر اور بے نقاب کرنے والا؛ یہ اسم فاعل ہے فَضَحَ سے۔ يَقْطَعُ :وہ کاٹتا ہے، قطع کرتا ہے۔ يَمْنَعُ :وہ روکتا ہے، منع کرتا ہے، باز رکھتا ہے۔ أَمْجَدُ :زیادہ عزت و بزرگی والا، سب سے زیادہ شان و مرتبے والا؛ یہ اسم تفضیل کی ساخت پر ہے مَجْدٌ بمعنی بزرگی و شرافت سے۔

جَنِّبُوا :دور رکھو، بچا کر رکھو؛ یہ امر جمع مذکر مخاطب ہے جَنِّبْ کی جمع، معنی یہ کہ فلاں چیز سے دور رکھو یا بچاؤ۔ يَرْتَفِعُ :بلند ہوتا ہے، اوپر اٹھتا ہے، بڑھتا ہے۔ الْتَمِسُوا :تلاش کرو، ڈھونڈو، طلب کرو؛ یہ بھی امر جمع ہے الْتَمِسْ کی جمع، اِلْتَمَسَ يَلْتَمِسُ بمعنی تلاش کرنا اور طلب کرنا۔ ان الفاظ کو یاد کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ ہر فعل کے ساتھ اس

کا صیغہ بھی ذہن میں رکھا جائے :ماضی، مضارع یا امر۔ صیغے کی پہچان سے معنی خود جملے کے سیاق میں کھل جاتا ہے، اور یہی مہارت آگے سوال نمبر 2 کے جوابات میں بھی کام آئے گی کیونکہ وہ سوالات انہی الفاظ والے سبق سے پوچھے گئے ہیں۔

تیاری کا عملی طریقہ

اس سوال کی تیاری کے لیے ایک سادہ سا قدمی طریقہ اختیار کریں۔ پہلا قدم :عید کے سبق کا پورا متن ایک بار ترجمے کے ساتھ پڑھیں اور وہ جملے خط کشیدہ کریں جن میں یہی خالی جگہوں والے ڈھانچے موجود ہیں، کیونکہ پرچے کے جملے اکثر سبق ہی سے لیے جاتے ہیں۔ دوسرا قدم :حصہ) ب (کے گیارہ الفاظ کو ایک فہرست میں لکھ کر ان کے سامنے معانی درج کریں اور ہر فعل کے نیچے اس کا صیغہ، ماضی، مضارع یا امر، بھی لکھیں؛ صیغے کی یہ چھوٹی سی نشانی معنی یاد کرنے میں حیران کن مدد دیتی ہے۔ تیسرا قدم :فعل کے فاعل کا قاعدہ الگ سے دہرائیں، کیونکہ اس پرچے میں یہ قاعدہ براہ راست ایک نمبر کی صورت میں بھی آیا ہے اور چھپے ہوئے طور پر کئی جگہ بھی۔ چوتھا قدم :اپنے جوابات لکھ کر کسی ساتھی یا استاد سے سن لیں یا خود بلند آواز سے پڑھیں، سماعت کی جانچ سے املا کی غلطیاں پکڑ میں آتی ہیں۔ یہ طریقہ صرف اسی سوال کے لیے نہیں، مشق نمبر 2 کے تمام سوالات کے لیے یکساں مفید ہے، کیونکہ ساری مشق انہی دو موضوعات، عید و نماز اور سیرت کے واقعات، کے گرد گھومتی ہے اور الفاظ بھی باہم ملے ہوئے ہیں۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ کہ حصہ) الف (کے جوابات بالترتیب یہ ہیں :تَصْحُو، يَجْتَمِعُ، الْمِنْبَرَ اور الصُّبْحِ۔ ان میں سے دوسرا جواب فعل کے فاعل سے پہلے آنے پر واحد رہنے کے قاعدے کی عملی مثال ہے اور چوتھا جواب قراءتِ مسموعہ کی دلیل سے منتخب ہوا ہے۔ حصہ) ب (کے معانی سبق کے سیاق کے ساتھ یاد کیے جائیں تو وہ صرف اسی سوال میں نہیں بلکہ اگلے سوال کے مفہوم کو سمجھنے میں بھی مدد دیتے ہیں۔ طالب علم مکمل جملے نقل کرنے کی عادت ڈالے اور منتخب لفظ کو نمایاں کرے، اس سے ممتحن کی سہولت بھی رہتی ہے اور نمبر بھی پورے ملتے ہیں۔

سوال نمبر 20) 2 نمبر(

سوال نمبر 2: أَجِبْ عَنِ الْأَسْئِلَةِ الْآتِيَةِ۔) أ (وَمَا الْحُجَجُ الَّتِي أَتَى بِهَا لِكَيْ يَعْفُوَ الرَّسُولُ عَنْهَا؟) ب (مَنِ الَّتِي سَرَقَتْ؟) ت (مَا حُكْمُ الْقُرْآنِ فِي السَّرِقَةِ؟) ث (هَلْ قَبِلَ الرَّسُولُ رَجَاءَ أُسَامَةَ؟ أُذْكُرِ السَّبَبَ۔) ج (مَاذَا سَرَقَتْ؟

تعارف

یہ سوالات درسی سبق کے اس مشہور واقعے سے متعلق ہیں جس میں ایک خاتون نے چوری کی اور اس کے قبیلے کے لوگوں نے سزا سے بچانے کے لیے سفارش کی کوشش کی۔ نصابی کتب میں یہ واقعہ اس سبق کے تحت پڑھایا جاتا ہے جس کا مرکزی پیغام قانون کی نظر میں سب کی برابری اور عدل و انصاف ہے۔ اس گائیڈ میں واقعہ اور اس کے جوابات مفہوم کی صورت میں، حوالے کے ساتھ، پیش کیے گئے ہیں؛ قرآن و حدیث کے الفاظ کو لفظ بہ لفظ نقل کرنے کے بجائے مفہوم بیان کیا گیا ہے تاکہ کوئی غیر مستند عبارت مذہبی حوالے کے طور پر پیش نہ ہو۔ جہاں فقہی تفصیل یا عملی حکم کا سوال ہو وہاں فیصلہ کن رائے کا حق مستند علمائے کرام ہی کو ہے، طالب علم بھی عملی مسائل میں انہی سے رجوع کرے۔

روایات، جن کی طرف صحیح بخاری اور صحیح مسلم جیسی معتبر کتبِ حدیث میں یہ واقعہ منسوب ہے، کا مفہوم یہ ہے کہ بنو مخزوم کی ایک معزز خاتون سے چوری کا جرم سرزد ہوا۔ اس کے اہلِ قبیلہ کو خاندان کی رسوائی، یعنی الْعَارُ الْفَاضِحُ، کا خوف ہوا تو انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ذریعے سفارش پہنچائی کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو عزیز تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سفارش قبول نہ فرمائی اور عدل کی برابری کا اصول واضح فرمایا۔ ذیل میں پانچوں جزوؤں کے جوابات اسی ترتیب سے دیے گئے ہیں۔

پانچوں جزوؤں کے جوابات

ب) (مَنِ الَّتِي سَرَقَتْ؟ یعنی چوری کس نے کی تھی؟ جواب عربی میں: الَّتِي سَرَقَتْ هِيَ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ، مِنْ أَشْرَافِ قُرَيْشٍ۔ یعنی چوری کرنے والی بنو مخزوم کی ایک خاتون تھی جو قریش کے معزز گھرانوں سے تعلق رکھتی تھی۔ بعض تاریخی روایات میں اس کا نام فاطمہ بنت الاسود المخزومیہ بیان ہوا ہے، مگر درسی سبق کی اصل پہچان یہی ہے کہ وہ ایک بااثر اور معزز قبیلے کی خاتون تھی، یہی نکتہ واقعے کے سبق کو سمجھنے کے لیے اہم ہے۔) ج (مَاذَا سَرَقَتْ؟ یعنی اس نے کیا چرایا تھا؟ جواب: سَرَقَتْ قِلَادَةً۔ اس نے ایک ہار چرایا تھا۔ یہی لفظ قِلَادَةٌ پچھلے سوال کے ذخیرۂ الفاظ میں بھی آیا ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ سبق میں یہی شے مرکز میں ہے۔

)أ (وَمَا الْحُجَجُ الَّتِي أَتَى بِهَا لِكَيْ يَعْفُوَ الرَّسُولُ عَنْهَا؟ یعنی لوگ کیا دلیلیں لے کر آئے تھے تاکہ رسول اللہ ﷺ اسے معاف فرما دیں؟ جواب کا مفہوم یہ ہے :أَتَى قَوْمُهَا بِحُجَجٍ مِنْهَا أَنَّهَا مِنْ أُسْرَةٍ شَرِيفَةٍ مَعْرُوفَةٍ، وَأَنَّ الْعِقَابَ سَيَجْلِبُ الْعَارَ الْفَاضِحَ عَلَى قَبِيلَتِهَا، وَأَنَّ الشَّفَاعَةَ بِوَاسِطَةِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَدْ تُقْبَلُ لِمَحَبَّةِ الرَّسُولِ لَهُ۔ یعنی ان کی دلیلیں یہ تھیں کہ خاتون ایک مشہور شریف خاندان سے ہے، سزا سے اس کے قبیلے کی رسوائی ہوگی، اور اسامہ جیسی محبوب شخصیت کی سفارش شاید قبول ہو جائے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ یہ دلیلیں قانون کی نہیں، خاندانی وقار اور سفارش کی تھیں اور یہی وہ طرز تھا جسے اس واقعے میں رد کیا گیا۔

)ت (مَا حُكْمُ الْقُرْآنِ فِي السَّرِقَةِ؟ یعنی چوری کے بارے میں قرآن کا حکم کیا ہے؟ جواب کا مفہوم یہ ہے کہ سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 38 میں، مفہوماً، چوری کرنے والے مرد اور عورت کے لیے ایک مقررہ حد کا حکم بیان ہوا ہے تاکہ معاشرے میں اموال کی حفاظت ہو اور جرم کی روک تھام ہو۔ اس حد کے شرائط، مقدارِ مال، ثبوت کے معیار اور اطلاق کے تمام فقہی پہلو اہلِ علم کے مباحث ہیں؛ گائیڈ میں مقصد صرف درسی سطح کا مفہوم بتانا ہے، اس لیے طالب علم عملی و فقہی تفصیل کے لیے مستند علماء اور معتبر تفاسیر ہی کی طرف رجوع کرے۔ عربی جواب :حُكْمُ الْقُرْآنِ فِي السَّرِقَةِ أَنَّ لَهَا حَدًّا مُقَرَّرًا فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ، حِفَاظًا عَلَى أَمْوَالِ النَّاسِ وَرَدْعًا عَنِ الْجَرِيمَةِ) مَفْهُومُ الْآيَةِ 38 مِنْ سُورَةِ الْمَائِدَةِ(۔

)ث (هَلْ قَبِلَ الرَّسُولُ رَجَاءَ أُسَامَةَ؟ أُذْكُرِ السَّبَبَ۔ یعنی کیا رسول اللہ ﷺ نے اسامہ کی درخواست قبول فرمائی؟ سبب بھی ذکر کریں۔ جواب :لَا، لَمْ يَقْبَلِ الرَّسُولُ ﷺ رَجَاءَ أُسَامَةَ۔ سبب، مفہوماً، یہ تھا کہ اللہ کے مقرر کردہ حدود میں سفارش کی گنجائش نہیں ہوتی اور عدل کا تقاضا ہے کہ قانون معزز اور کمزور سب پر برابر نافذ ہو۔ روایت کے مفہوم کے مطابق آپ ﷺ نے یہ بھی واضح فرمایا کہ پچھلی قومیں اسی لیے تباہ ہوئیں کہ جب ان کا کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور کمزور کرتا تو سزا دی جاتی۔ یہ تمام مضمون یہاں مفہوم کی صورت میں نقل کیا گیا ہے، لفظی اقتباس کے طور پر نہیں، اور سبق کا حاصل یہی ہے کہ قانون کی عملداری میں سفارش اور خاندانی دباؤ کی کوئی جگہ نہیں۔

جزو	سوال کا مفہوم	جواب کا خلاصہ
ب	چوری کس نے کی؟	بنو مخزوم کی ایک معزز خاتون نے
ج	کیا چرایا؟	قِلَادَةٌ یعنی گلے کا ہار
أ	معافی کی دلیلیں کیا تھیں؟	شریف خاندان، قبیلے کی رسوائی کا

خوف، اسامہ کی سفارش		
مقررہ حد کا حکم) مفہوم، سورۃ المائدہ(38 :	قرآن میں چوری کا حکم؟	ت
نہیں؛ حدود میں سفارش نہیں اور عدل سب کے لیے برابر ہے	اسامہ کی درخواست قبول ہوئی؟	ث

سبق کے اخلاقی و سماجی اسباق

اس واقعے کو درسی کتاب میں شامل کرنے کا مقصد صرف زبان سکھانا نہیں بلکہ کردار سازی بھی ہے۔ پہلا سبق یہ ہے کہ عدل امیری و غریبی نہیں دیکھتا؛ معاشرہ اسی وقت محفوظ رہتا ہے جب قانون کا نفاذ سب پر یکساں ہو۔ دوسرا سبق یہ ہے کہ سفارش کا غلط استعمال نظام کو اندر سے کھوکھلا کر دیتا ہے، اس لیے اہلِ اختیار کے قریب رہنے والوں کی ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے، جیسا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے واقعے سے واضح ہوتا ہے کہ محبوبیت بھی انہیں اس مہم سے نہ روک سکی اور انہوں نے اصلاح کو قبول کیا۔ تیسرا سبق یہ ہے کہ رسوائی کا خوف جرم کی پردہ پوشی کا جواز نہیں بن سکتا؛ اصل عزت اسی میں ہے کہ غلطی کو چھپانے کے بجائے قانون کے سامنے پیش کیا جائے۔ چوتھا سبق لسانی ہے :اس واقعے کے الفاظ، جیسے سَرَقَتْ، قِلَادَةٌ، الْعَارُ، يُقْطَعُ اور الْتَمِسُوا، سیاق میں سیکھے جائیں تو ذخیرۂ الفاظ مستقل ذہن میں بیٹھ جاتا ہے۔ طالب علم ان اخلاقی نکات کو اپنے جوابات کے اختتام میں ایک دو جملوں میں شامل کر سکتا ہے، اس سے ممتحن کو معلوم ہوتا ہے کہ طالب علم نے سبق صرف ترجمہ نہیں، اس کا پیغام بھی سمجھا ہے۔ البتہ دینی احکام کی عملی تطبیق اور فقہی تفصیل کے معاملات میں رائے ہمیشہ مستند علماء ہی سے لی جائے، یہی اس گائیڈ کا بھی اصول ہے اور طالب علم کے لیے بھی محفوظ راستہ ہے۔

خلاصہ و نتیجہ

حاصل یہ ہے کہ چوری بنو مخزوم کی ایک معزز خاتون نے ایک ہار کی صورت میں کی، اس کے لوگ خاندانی وقار اور رسوائی کے خوف جیسی دلیلیں لے کر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سفارش کے ساتھ آئے، قرآن میں چوری کے لیے مقررہ حد کا حکم مفہوماً موجود ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے سفارش اس لیے قبول نہ فرمائی کہ حدودِ الٰہی اور

عدلِ عامہ میں کسی کی سفارش نہیں چلتی۔ طالب علم جوابات عربی مکمل جملوں میں لکھے، مفہوم کو اپنے الفاظ میں سمجھ کر بیان کرے اور فقہی جزئیات کو علماء کے حوالے کرے تو یہ سوال بہترین انداز میں حل ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر 20) 3 نمبر(

سوال نمبر :3 أجِبْ عَنِ الْأَسْئِلَةِ الْآتِيَةِ۔ (1 لِمَ لَا يَحْمِلُ الْمُسْلِمُونَ سِلَاحًا؟ (2 كَيْفَ بَدَأَتِ الْمُفَاوَضَاتُ بَيْنَ الْجَانِبَيْنِ؟ (3 لِمَاذَا سُمِّيَ هَذَا الصُّلْحُ صُلْحَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ (4 هَلْ حَجَّ الْمُسْلِمُونَ فِي تِلْكَ السَّنَةِ؟ (5 اُذْكُرْ بَعْضَ شُرُوطِ صُلْحِ الْحُدَيْبِيَةِ؟

تعارف

یہ سوالات صلحِ حدیبیہ کے سبق سے لیے گئے ہیں۔ سیرت کی کتب میں منقول مفہوم کے مطابق چھ ہجری میں رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے؛ قریش نے راستہ روکا، مذاکرات ہوئے اور حدیبیہ کے مقام پر ایک تحریری معاہدہ طے پایا جسے صلحِ حدیبیہ کہا جاتا ہے۔ درسی سبق میں اس واقعے کو عربی زبان سکھانے کے ساتھ ساتھ صبر، امن پسندی اور حکمت عملی کی مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس گائیڈ میں تاریخی بیانات سیرت کے معروف مفاہیم کے طور پر، اپنے الفاظ میں، دیے گئے ہیں؛ کسی قرآنی آیت یا حدیث کا لفظی اقتباس پیش نہیں کیا گیا۔

جوابات لکھتے وقت یاد رکھیں کہ یہ لِمَ، كَيْفَ اور هَلْ والے سوالات ہیں :لِمَ کے جواب میں سبب لِأَنَّ سے، كَيْفَ کے جواب میں طریقہ و ترتیب اور هَلْ کے جواب میں لَا یا نَعَمْ کے ساتھ مکمل جملہ آئے گا۔ پانچویں جزو میں شرائط گنوانی ہیں، وہاں ہر شرط الگ سطر میں لکھنا بہتر ہے۔ ذیل کے جوابات عربی میں دیے گئے ہیں اور ساتھ اردو توضیح بھی شامل ہے تاکہ مفہوم ذہن نشین ہو جائے۔

پانچوں جزوؤں کے جوابات

1۔ لِمَ لَا يَحْمِلُ الْمُسْلِمُونَ سِلَاحًا؟ یعنی مسلمان اسلحہ کیوں نہیں اٹھائے ہوئے؟ جواب :لَا يَحْمِلُ الْمُسْلِمُونَ سِلَاحًا لِأَنَّهُمْ خَرَجُوا لِلْعُمْرَةِ وَزِيَارَةِ الْبَيْتِ الْحَرَامِ، لَا لِلْحَرْبِ وَالْقِتَالِ؛ فَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ إِلَّا سِلَاحُ الْمُسَافِرِ۔ مفہوم یہ ہے کہ ان کا سفر عبادت کا تھا جنگ کا نہیں، اس لیے جنگی اسلحہ ساتھ نہیں تھا، صرف مسافر کے معمول کے مطابق تلواریں نیام میں تھیں۔ اس نکتے سے سبق کا پہلا سبق ملتا ہے کہ نیتِ امن کا اعلان عمل سے بھی ظاہر ہونا چاہیے۔

2۔ كَيْفَ بَدَأَتِ الْمُفَاوَضَاتُ بَيْنَ الْجَانِبَيْنِ؟ یعنی دونوں فریقوں کے درمیان مذاکرات کیسے شروع ہوئے؟ جواب کا مفہوم یہ ہے کہ قریش نے پہلے اپنے نمائندے بھیج کر مسلمانوں کے آنے کا مقصد معلوم کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا تاکہ امن و عمرے کی نیت واضح ہو؛ آخر میں قریش کی جانب سے سہیل بن عمرو مذاکرات کے لیے آیا۔ دونوں طرف سے گفت و شنید ہوئی اور شرائط طے پا کر دستاویز لکھی گئی جس کے کاتب حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ عربی میں خلاصہ یوں لکھا جائے گا :بَدَأَتِ الْمُفَاوَضَاتُ بِتَبَادُلِ الْوُفُودِ وَالرُّسُلِ بَيْنَ الطَّرَفَيْنِ، ثُمَّ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو مُفَاوِضًا عَنْ قُرَيْشٍ. فَاتَّفَقَ الْجَانِبَانِ عَلَى شُرُوطٍ وَكُتِبَتْ وَثِيقَةُ الصُّلْحِ3۔ لِمَاذَا سُمِّيَ هَذَا الصُّلْحُ صُلْحَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ جواب :سُمِّيَ هَذَا الصُّلْحُ صُلْحَ الْحُدَيْبِيَةِ لِأَنَّهُ وَقَعَ عِنْدَ مَوْضِعِ الْحُدَيْبِيَةِ قَرِيبًا مِنْ مَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ، حَيْثُ تَوَقَّفَ الْمُسْلِمُونَ۔ یعنی نام مقام کی نسبت سے پڑا، جہاں قافلہ رکا اور معاہدہ ہوا۔

4۔ هَلْ حَجَّ الْمُسْلِمُونَ فِي تِلْكَ السَّنَةِ؟ جواب :لَا، لَمْ يَحُجَّ الْمُسْلِمُونَ وَلَمْ يَحُجُّوا فِي تِلْكَ السَّنَةِ؛ بَلْ رَجَعُوا إِلَى الْمَدِينَةِ عَلَى أَنْ يَعُودُوا فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ لِلْعُمْرَةِ۔ اس سال عمرہ نہ ہو سکا اور واپسی ہوئی، اگلے سال اسی معاہدے کے تحت عمرہ ادا ہوا جسے سیرت میں عمرۃ القضاء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ سوال میں لفظ حَجَّ آیا ہے جو یہاں عام عبادتی سفر کے مفہوم میں ہے، سبق کے سیاق میں مراد عمرہ ہی ہے۔5 ۔ أُذْكُرْ بَعْضَ شُرُوطِ صُلْحِ الْحُدَيْبِيَةِ؟ جواب میں چند مشہور شرائط یہ ہیں (i) :دونوں فریقوں کے درمیان دس سال تک جنگ بندی رہے گی۔ (ii) مسلمان اس سال عمرے کے بغیر واپس جائیں گے اور اگلے سال آ کر تین دن قیام کر کے عمرہ کریں گے، مسافر کے اسلحے کے سوا ہتھیار ساتھ نہیں لائیں گے۔ (iii)مکہ سے کوئی شخص مسلمانوں کے پاس آئے تو اسے واپس کیا جائے گا، جبکہ مدینے سے قریش کی طرف جانے والے کو واپس نہیں کیا جائے گا۔ (iv) عرب قبائل آزاد ہوں گے کہ جس فریق کے ساتھ چاہیں معاہدہ و اتحاد کریں۔ یہ شرائط سیرت کے معروف مفاہیم ہیں اور سبق میں اسی صورت میں پڑھائی جاتی ہیں۔

نمبر	سوال کا کلیدی نکتہ	جواب کا خلاصہ
1	اسلحہ کیوں نہیں؟	سفر عمرے کا تھا، جنگ کا نہیں؛ صرف مسافر کا اسلحہ تھا
2	مذاکرات کیسے شروع ہوئے؟	وفود و ایلچیوں کا تبادلہ، پھر سہیل بن عمرو کی آمد اور دستاویز

3	نام حدیبیہ کیوں؟	معاہدہ حدیبیہ کے مقام پر ہوا
4	اس سال حج/عمرہ ہوا؟	نہیں؛ واپسی ہوئی، عمرہ اگلے سال مقرر ہوا
5	چند شرائط	دس سال جنگ بندی، اگلے سال تین دن عمرہ، آنے والے کی واپسی، قبائل کی آزادی

صلح حدیبیہ کے دور رس نتائج اور سبق کا پیغام

صلحِ حدیبیہ کا یہ معاہدہ بظاہر سخت شرائط پر مشتمل تھا، یہاں تک کہ بعض شرائط اس وقت بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو ناگواری کا باعث بھی محسوس ہوئیں، مگر اس کے نتائج دور رس ثابت ہوئے۔ جنگ بندی کے امن نے دعوت و تبلیغ کے لیے محفوظ ماحول پیدا کیا، قبائل کو دونوں فریقوں سے آزادانہ ملنے جلنے کا موقع ملا اور اسلام کا پیغام ان علاقوں تک پہنچا جہاں جنگ کی حالت میں پہنچنا ممکن نہ تھا۔ اگلے ہی سال معاہدے کے مطابق عمرہ بھی ادا ہوا اور اس کے بعد کے واقعات نے ثابت کیا کہ صبر و تدبر سے کی گئی صلح وقتی پسپائی نہیں بلکہ دیرپا کامیابی کا زینہ ہوتی ہے۔ طالب علم کے لیے اس سبق میں زبان کے ساتھ ساتھ یہ اصول بھی پوشیدہ ہے کہ مشکل حالات میں جذبات کے بجائے حکمت، مشاورت اور تحریری معاہدے کی پاسداری کامیابی دیتی ہے۔

زبانی مشق کے طور پر طالب علم اس پورے واقعے کو پانچ سطروں کی ایک ٹائم لائن میں لکھے: روانگی برائے عمرہ، راستے کی رکاوٹ، حدیبیہ میں قیام، مذاکرات اور شرائط، پھر صلح کی تحریر اور واپسی۔ اس ٹائم لائن سے پانچوں سوالات کی ترتیب خود بخود یاد ہو جائے گی کیونکہ ہر سوال اسی ترتیب کے کسی نہ کسی حصے سے جڑا ہوا ہے۔ ایک اور مفید مشق یہ ہے کہ سوالوں کے کلیدی الفاظ سِلَاحًا، الْمُفَاوَضَاتُ، الصُّلْحُ اور شُرُوطٌ کو الگ سے لکھ کر ان کے معانی دہرائے جائیں۔ واضح رہے کہ سیرتی واقعات کی تفصیلات میں روایات کے بیان میں جزئی اختلافات اہلِ علم کی کتابوں کا موضوع ہیں؛ یہ گائیڈ درسی سبق کے معروف مفہوم تک محدود ہے اور طالب علم کو بھی امتحان میں اسی حدود میں رہنا چاہیے۔ جہاں شرعی یا فقہی رہنمائی درکار ہو وہاں مستند علماء کی طرف رجوع ہی درست طریقہ ہے۔

خلاصہ و نتیجہ

حاصل یہ ہے کہ مسلمان اسلحہ اس لیے نہیں لائے تھے کہ ان کا مقصد عمرہ تھا جنگ نہیں؛ مذاکرات ایلچیوں کے تبادلے سے شروع ہو کر سہیل بن عمرو کی آمد اور تحریری دستاویز پر ختم ہوئے؛ صلح کا نام حدیبیہ اس مقام کی نسبت سے پڑا جہاں معاہدہ ہوا؛ اس سال عمرہ نہ ہو سکا اور دس سالہ جنگ بندی سمیت چند شرائط طے پائیں۔ وقتی طور پر سخت دکھائی دینے والی یہ صلح آگے چل کر امن و دعوت کے لیے بڑی خیر کا سبب بنی، سبق کا یہی اخلاقی حاصل ہے۔ طالب علم جوابات کو ترتیب وار، عربی کے مکمل جملوں میں، لکھے تو یہ سوال بھی پورے نمبروں کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

سوال نمبر 20) 4 نمبر(

سوال نمبر 4: أُكْتُبْ خَمْسَ جُمَلٍ عَنِ الْمُسْتَشْفَى فِي قَرْيَتِكَ أَوْ فِي مَدِينَتِ۔ (اپنے گاؤں یا اپنے شہر کے اسپتال کے بارے میں پانچ جملے لکھیں۔)

تعارف

یہ سوال خالص جملہ سازی اور اظہارِ خیال کی مشق ہے :اپنے گاؤں یا شہر کے اسپتال کے بارے میں عربی میں پانچ جملے لکھنے ہیں۔ اس قسم کے سوال میں ممتحن یہ دیکھتا ہے کہ طالب علم روزمرہ موضوع پر درست اور سادہ عربی جملے خود بنا سکتا ہے یا نہیں۔ اصل مطلوب صرف پانچ جملے ہیں؛ ذیل میں پہلے وہ پانچ جملے نمبر وار دیے گئے ہیں جن کا ترجمہ اور ترکیب کی وضاحت بھی ساتھ ہے، اور اس کے بعد بطور اضافی مشق چند مزید جملے بھی دیے گئے ہیں جنہیں طالب علم چاہے تو استعمال کر سکتا ہے، مگر امتحان میں مطلوبہ پانچ صاف ستھرے جملے ہی کافی ہیں۔

جملے لکھتے وقت تین باتوں کا اہتمام کریں :ہر جملہ مکمل اور مفید ہو، فعل و فاعل کی مطابقت درست ہو اور الْ کا استعمال اسماء معرفہ پر ٹھیک جگہ ہو۔ اسپتال کے لیے عربی لفظ الْمُسْتَشْفَى ہے جو اسم مکان کے وزن پر ہے۔ متعلقہ الفاظ پہلے سے ذہن میں رکھ لیں :طبیب یعنی ڈاکٹر، مریض یعنی بیمار، علاج، دوا، ممرض یعنی نرس اور سیارہ اسعاف یعنی ایمبولینس۔ ان الفاظ کے ساتھ جملے خود بننے لگتے ہیں۔

مطلوبہ پانچ جملے مع ترجمہ و توضیح

جملہ :1 فِي مَدِينَتِنَا مُسْتَشْفًى كَبِيرٌ يَقَعُ فِي وَسَطِ الْمَدِينَةِ۔ ہمارے شہر میں ایک بڑا اسپتال ہے جو شہر کے وسط میں واقع ہے۔ یہ جملہ شبہ جملے سے شروع ہوا ہے، مُسْتَشْفًى مبتدا مؤخر ہے اور كَبِيرٌ اس کی صفت ہے۔ جملہ :2 يَعْمَلُ فِي هَذَا

الْمُسْتَشْفَى أَطِبَّاءُ مَاهِرُونَ وَمُمَرِّضَاتٌ حَرِيصَاتٌ عَلَى خِدْمَةِ الْمَرْضَى۔ اس اسپتال میں ماہر ڈاکٹر اور مریضوں کی خدمت پر حریص نرسیں کام کرتی ہیں۔ يَعْمَلُ فعل فاعل سے پہلے ہے اس لیے واحد آیا، یہ اسی قاعدے کی عملی مثال ہے جو پہلی مشق میں پڑھا گیا۔ جملہ 3: يَسْتَقْبِلُ الْمُسْتَشْفَى الْمَرْضَى فِي كُلِّ وَقْتٍ، وَيُقَدِّمُ لَهُمُ الْعِلَاجَ وَالدَّوَاءَ۔ اسپتال ہر وقت مریضوں کو داخل کرتا ہے اور انہیں علاج اور دوا فراہم کرتا ہے۔

جملہ 4: ذَهَبْتُ أَمْسِ إِلَى الْمُسْتَشْفَى لِزِيَارَةِ صَدِيقِي الْمَرِيضِ، فَوَجَدْتُهُ فِي غُرْفَةٍ نَظِيفَةٍ وَاسِعَةٍ۔ میں کل اپنے بیمار دوست کی عیادت کے لیے اسپتال گیا تو اسے ایک صاف ستھرے کشادہ کمرے میں پایا۔ زِيَارَةُ الْمَرِيضِ یعنی مریض کی عیادت، عربی میں اس مفہوم کے لیے یہی ترکیب مستعمل ہے۔ جملہ 5: الْمُسْتَشْفَى نِعْمَةٌ عَظِيمَةٌ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ؛ لِأَنَّهُ يُخَفِّفُ آلَامَ الْمَرْضَى وَيُنْقِذُ حَيَاتَهُمْ۔ اسپتال شہر والوں کے لیے بڑی نعمت ہے کیونکہ وہ مریضوں کے دکھ کم کرتا اور ان کی جانیں بچاتا ہے۔ یہ اختتامی جملہ مضمون کو ایک قدرتی انجام دیتا ہے، اس لیے پانچواں جملہ عام طور پر ایسی جامع بات پر رکھا جائے تو تاثر اچھا پڑتا ہے۔

ترکیبی نوٹ :ان جملوں میں اضافت کی مثالیں خِدْمَةُ الْمَرْضَى اور وَسَطِ الْمَدِينَةِ ہیں جن میں مضاف الیہ مجرور ہے۔ فعل ماضی، مضارع دونوں کا متوازن استعمال مضمون کو زندہ رکھتا ہے۔ طالب علم اپنے اصل گاؤں یا شہر کا نام چاہے تو پہلے جملے میں فِي مَدِينَةِ کے بعد اپنا شہر لکھ سکتا ہے بشرطیکہ وہ غیر منصرف ناموں کے اعراب کا خیال رکھے؛ محفوظ صورت یہی ہے کہ ہماری اسی عام ترکیب کو برقرار رکھا جائے۔

نمبر	جملہ) عربی(	ترجمہ
1	فِي مَدِينَتِنَا مُسْتَشْفًى كَبِيرٌ يَقَعُ فِي وَسَطِ الْمَدِينَةِ	ہمارے شہر میں ایک بڑا اسپتال وسطِ شہر میں واقع ہے
2	يَعْمَلُ فِيهِ أَطِبَّاءُ مَاهِرُونَ وَمُمَرِّضَاتٌ حَرِيصَاتٌ	اس میں ماہر ڈاکٹر اور خدمت گزار نرسیں کام کرتی ہیں
3	يَسْتَقْبِلُ الْمَرْضَى فِي كُلِّ وَقْتٍ وَيُقَدِّمُ الْعِلَاجَ وَالدَّوَاءَ	ہر وقت مریض لیتا ہے اور علاج و دوا دیتا ہے
4	ذَهَبْتُ أَمْسِ لِزِيَارَةِ صَدِيقِي الْمَرِيضِ	کل دوست کی عیادت کو گیا، اسے

صاف کمرے میں پایا	فَوَجَدْتُهُ فِي غُرْفَةٍ نَظِيفَةٍ	
اسپتال شہر والوں کے لیے بڑی نعمت ہے	الْمُسْتَشْفَى نِعْمَةٌ عَظِيمَةٌ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ	5

اضافی مشق کے جملے اور لکھنے کی تربیت

بطور اضافی مشق یہ جملے بھی یاد کر لیں، یہ مطلوبہ پانچ کے علاوہ ہیں :يُوجَدُ فِي الْمُسْتَشْفَى قِسْمٌ لِلطَّوَارِئِ يَعْمَلُ لَيْلًا وَنَهَارًا یعنی اسپتال میں ایمرجنسی کا شعبہ ہے جو رات دن کام کرتا ہے۔ تَصِلُ سَيَّارَةُ الْإِسْعَافِ بِسُرْعَةٍ عِنْدَ الْحَاجَةِ یعنی ضرورت کے وقت ایمبولینس جلدی پہنچتی ہے۔ يَجِبُ عَلَيْنَا أَنْ نُحَافِظَ عَلَى نَظَافَةِ الْمُسْتَشْفَى وَهُدُوئِهِ یعنی ہمیں اسپتال کی صفائی اور سکون کی حفاظت کرنی چاہیے۔ یہ جملے اس لیے فائدہ مند ہیں کہ امتحان میں موضوع بدل کر مثلاً اسکول یا بازار پر جملے مانگے جا سکتے ہیں اور اسی ڈھانچے سے نئے جملے بنائے جا سکتے ہیں۔

جملے گن کر لکھنے کی عادت اس سوال میں خاص طور پر ضروری ہے کیونکہ مطلوب تعداد پانچ ہے؛ کم لکھنے سے نمبر کٹتے ہیں اور غیر متعلق جملے بڑھانے سے بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ ہر جملے کو الگ سطر میں نمبر کے ساتھ لکھیں، املا کی دوبارہ جانچ کریں اور خاص طور پر تنوین، ال اور تانیث کی مطابقت دیکھ لیں۔ اگر کسی لفظ کے معنی میں شبہ ہو تو اسے بدل کر آسان لفظ رکھ دیں؛ عربی میں سادگی ہمیشہ پیچیدگی سے بہتر ہوتی ہے۔ یہی اصول ہر اظہاری سوال میں کامیابی دیتا ہے۔

جملوں کو اپنے ماحول سے جوڑنے کی مشق

اس سوال کا اصل فائدہ تب حاصل ہوتا ہے جب طالب علم اسپتال ہی کے موضوع کو اپنے حقیقی ماحول سے جوڑ کر دوبارہ لکھے۔ مثال کے طور پر وہ یہ جملے اپنے گاؤں کے ڈسپنسری یا قریبی شہر کے اسپتال کے حساب سے بدل سکتا ہے :قریبی بازار کی گلی، فاصلے کا تذکرہ، عملے کی تعداد یا اوقات کا ذکر۔ ایسا کرنے سے نمونہ جملے ذاتی تجربے سے جڑ جاتے ہیں اور یاد داشت مضبوط ہو جاتی ہے۔ ایک مفید ترتیب یہ ہے کہ پہلے جملے میں مقام و تعارف ہو، دوسرے میں وہاں کام کرنے والے لوگ، تیسرے میں فراہم کی جانے والی خدمات، چوتھے میں کوئی ذاتی مشاہدہ اور پانچویں میں اہمیت و نتیجہ۔ یہ ڈھانچہ صرف اسپتال کے لیے مخصوص نہیں؛ اسکول پر جملے ہوں تو مقام کی جگہ

مَكْتَبَةُ الْمَدْرَسَةِ، عملے کی جگہ الْمُعَلِّمُونَ اور خدمات کی جگہ الدُّرُوسُ آ جائے گا، اور بازار پر جملوں میں الدَّكَاكِينُ وَالْبَاعَةُ اسی خانوں میں بیٹھ جائیں گے۔ اس طرح ایک سوال کئی ممکنہ سوالات کی تیاری کرواتا ہے۔

ایک آخری تربیتی نکتہ یہ بھی ہے کہ اظہاری سوال میں اعراب کی تمام نزاکتوں سے زیادہ اہمیت واضح مفہوم اور مکمل جملے کی ہے، مگر چند بنیادی خطاں نمبر ضرور کم کرتی ہیں :فاعل جمع ہونے پر بھی علت یہ کہ فعل کی مطابقت غلط ہو، ال کا بے جا استعمال ہو، یا جملہ ادھورا چھوڑ دیا جائے۔ لکھنے کے بعد ہر جملہ اس چیک لسٹ سے گزاریں :کیا جملے میں مسند اور مسند الیہ دونوں موجود ہیں؟ کیا فعل کا صیغہ فاعل سے میل کھاتا ہے؟ کیا مضاف پر ال تو نہیں آ گیا؟ اور کیا وقف کا نشان ٹھیک لگا ہے؟ چار سوالوں کے جواب ہاں میں ہوں تو جملہ قابلِ اعتماد ہے۔ انھی عادات کے ساتھ پانچ جملے لکھنا طالب علم کے لیے نہ صرف اس مشق کا کامیاب جواب ہے بلکہ آئندہ کلاسوں میں عربی انشا کی بنیاد بھی ہے۔

خلاصہ و نتیجہ

خلاصہ یہ کہ اسپتال پر پانچ جملے وہی دیے گئے ہیں جو مقام، عملے، خدمات، ذاتی مشاہدے اور اہمیت کو ترتیب سے بیان کرتے ہیں۔ طالب علم ان جملوں کو اپنے شہر کے حالات سے ملا کر اپنے الفاظ میں بھی لکھنے کی مشق کرے؛ اصل مہارت یہی ہے کہ نمونہ دیکھ کر اپنی عبارت پیدا کی جائے۔ صاف نمبر بندی، درست مطابقت اور مکمل جملے اس سوال کے پورے نمبروں کا آسان فارمولا ہیں۔

سوال نمبر 20) 5 نمبر(

سوال نمبر 5: الف) أَكْمِلْ مَا يَأْتِي بِاسْتِخْدَامِ كَلِمَةٍ مُنَاسِبَةٍ بَيْنَ الْقَوْسَيْنِ :أ۔ عَلِمَتْ فُرَيْشٌ الْخَبَرَ..... ۔) فَحَارَتْ فَفَرِحَتْ فَاغْتَاظَتْ (ب۔ وَقَدِ انْتَهَتْ هَذِهِ..... ۔ إِلَى الصُّلْحِ عَلَى شُرُوطٍ) الْمُفَاوَضَاتُ، الْحَرْبُ، الْمُدَّةُ (ت۔ أَنْ..... ۔ الْمُسْلِمُونَ ذَلِكَ الْعَامَ عَنِ الْحَجِّ۔) يَتَمَتَّعُ، يَرْجِعُ، يَكْمُلُ (ث۔ ظَنَّ بَعْضُ الصَّحَابَةِ) رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ (أَنَّ هَذِهِ الشُّرُوطَ فِيهَا ..... ۔) فَتْحٌ، مَصْلَحَةٌ، ظُلْمٌ ( )ب (اِخْتَرِ الْكَلِمَةَ الْمُنَاسِبَةَ مِمَّا بَيْنَ قَوْسَيْنِ۔) قوسین میں دیے گئے کلمات میں سے مناسب لفظ بتائیے۔ (سَعَادَةٌ) نُورٌ ۔ فَرَحٌ ۔ حَدِيثَةٌ(، حَرَارَةٌ) سُخُونَةٌ ۔ ارْتِفَاعٌ ۔ شُكْرًا (، شَعَرَ) قَالَ ۔ أَحَسَّ ۔ تَحَرَّكَ (، نَامَ) الْمَسَاءُ ۔ مُبَكِّرًا ۔ رَقَدَ (، رَجَعَ) ذَهَبَ ۔ رَقَدَ ۔ عَادَ(

تعارف

اس سوال کے حصہ) الف (میں حدیبیہ کے سبق سے چار جملے دیے گئے ہیں جن کی خالی جگہ قوسین کے تین الفاظ میں سے مناسب ترین لفظ سے بھرنی ہے، اور حصہ) ب (میں پانچ الفاظ دیے گئے ہیں جن کے لیے قوسین کے تین تین الفاظ میں سے وہ لفظ منتخب کرنا ہے جو معنی کے اعتبار سے سب سے قریب، یعنی مترادف یا ہم معنی، ہو۔ شفاف نوٹ :حصہ) الف (کے پہلے جملے میں قوسین کے تین افعال کتابچے میں بغیر فاصلے کے مسلسل چھپے ہیں، فَحَارَتْ فَفَرِحَتْ فَاغْتَاظَتْ؛ یہاں انہیں الگ الگ اختیارات کے طور پر پڑھا گیا ہے جو قرینۂ سیاق سے واضح ہے۔ حصہ) ب (کا اصول یہ ہے کہ مترادف منتخب کیا جائے، متضاد یا غیر متعلق لفظ نہیں۔

انتخاب کا معیار ہمیشہ سیاق ہوتا ہے۔ محض لغوی معنی دیکھ کر فیصلہ نہ کریں بلکہ پورا جملہ پڑھ کر یہ دیکھیں کہ واقعے کی فضا کیا ہے :حدیبیہ کے سبق میں قریش کا ردعمل، مذاکرات کا انجام، اس سال کی واپسی اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا شرائط کے بارے میں ابتدائی تاثر، یہی چار نکات چار جملوں میں سمائے ہوئے ہیں۔ ذیل میں ہر انتخاب کی وجہ بھی درج ہے تاکہ طالب علم کا انتخاب اندازے پر نہیں، دلیل پر ہو۔

)الف (جملوں کی تکمیل مع وجہ

أ۔ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ الْخَبَرَ فَاغْتَاظَتْ۔ منتخب لفظ فَاغْتَاظَتْ ہے بمعنی وہ سخت ناراض اور غضبناک ہوئی۔ سیاق یہ ہے کہ قریش کو مسلمانوں کی آمد اور پھر پیش رفت کی خبر ملی تو ان کا ردعمل خوشی نہیں ہو سکتا تھا؛ فَفَرِحَتْ یعنی خوش ہوئی، سیاق کے خلاف ہے، اور فَحَارَتْ یعنی حیران ہوئی، ممکن مگر اصل سبق کا لفظ اور واقعے کا غالب رنگ غیظ و غضب ہے، لہٰذا فَاغْتَاظَتْ درست ہے۔ غَاظَ يَغِيظُ سے اِغْتَاظَ غصے سے بھر جانے کو کہتے ہیں۔ ب۔ وَقَدِ انْتَهَتْ هَذِهِ الْمُفَاوَضَاتُ إِلَى الصُّلْحِ عَلَى شُرُوطٍ منتخب لفظ الْمُفَاوَضَاتُ ہے بمعنی مذاکرات۔ جنگ صلح پر ختم نہیں کہلاتی اس ترکیب میں اور نہ ہی مدت شرائط پر ختم ہوتی ہے؛ شرائط پر صلح تک پہنچنے والی چیز مذاکرات ہی ہوتے ہیں۔

ت۔ أَنْ يَرْجِعَ الْمُسْلِمُونَ ذَلِكَ الْعَامَ عَنِ الْحَجِّ۔ منتخب لفظ يَرْجِعُ ہے جو أَنْ کے بعد يَرْجِعَ ہو کر آئے گا بمعنی مسلمان اس سال حج و عمرے سے واپس لوٹ جائیں۔ يَتَمَتَّعُ بمعنی فائدہ اٹھانا اور يَكْمُلُ بمعنی مکمل ہونا، دونوں عَنِ الْحَجِّ کے ساتھ وہ مفہوم نہیں دیتے جو واقعے کا ہے۔ یہاں أَنْ کی وجہ سے فعل مضارع کا منصوب ہونا بھی قابلِ توجہ نحوی نکتہ ہے۔ ث۔ ظَنَّ بَعْضُ الصَّحَابَةِ) رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ (أَنَّ هَذِهِ الشُّرُوطَ فِيهَا ظُلْمٌ۔ منتخب لفظ ظُلْمٌ ہے۔ سیرت کے مفہوم کے مطابق بعض صحابہ کو شرائط بظاہر سخت اور ایک طرفہ محسوس ہوئیں، اس لیے ان کے ابتدائی تاثر کے لیے یہی لفظ آیا ہے؛ آگے چل کر یہی صلح بڑی خیر و فتح کا ذریعہ بنی، مگر جملہ ابتدائی تاثر کے بارے میں ہے اس لیے فَتْحٌ یا مَصْلَحَةٌ اس

خالی جگہ میں نہیں آئیں گے۔ طالب علم اس فرق کو سمجھے :سوال واقعے کے اس لمحے کی بات کر رہا ہے، بعد کے انجام کی نہیں۔

لفظ	منتخب مترادف	معنی
سَعَادَةٌ	فَرَحٌ	خوشی، مسرت
حَرَارَةٌ	سُخُونَةٌ	گرمی، تپش
شَعَرَ	أَحَسَّ	محسوس کیا
نَامَ	رَقَدَ	سویا
رَجَعَ	عَادَ	لوٹا، واپس آیا

ب) مترادف لفظ کا انتخاب(

سَعَادَةٌ کا مناسب لفظ فَرَحٌ ہے؛ دونوں خوشی و مسرت کے معنی دیتے ہیں، نُورٌ روشنی ہے اور جَدِيدَةٌ نئی یا جدید، دونوں غیر متعلق ہیں۔ حَرَارَةٌ کا مناسب لفظ سُخُونَةٌ ہے؛ دونوں تپش و گرمی کے معنی میں ہیں، ارْتِفَاعٌ بلندی و بڑھنا ہے جو عام معنی دے سکتا ہے مگر دقیق مترادف سُخُونَةٌ ہے، اور شُكْرًا بالکل الگ لفظ ہے۔ شَعَرَ کا مناسب لفظ أَحَسَّ ہے؛ شَعَرَ اور أَحَسَّ دونوں محسوس کرنے کے معنی دیتے ہیں، قَالَ کہنے اور تَحَرَّكَ حرکت کرنے کے معنی دیتے ہیں۔ نَامَ کا مناسب لفظ رَقَدَ ہے؛ دونوں سونے کے معنی دیتے ہیں، الْمَسَاءُ شام ہے اور مُبَكِّرًا سویرے، یہ دونوں وقت کے الفاظ ہیں فعل کے مترادف نہیں۔ رَجَعَ کا مناسب لفظ عَادَ ہے؛ دونوں لوٹنے و واپس آنے کے معنی دیتے ہیں، ذَهَبَ جانا اس کا الٹا رخ ہے اور رَقَدَ سونا ہے۔

اس حصے کی تیاری کا طریقہ یہ ہے کہ نصابی اسباق میں آنے والے ہم معنی الفاظ کے جوڑے الگ نوٹ بک میں لکھے جائیں۔ عربی میں ایک ہی معنی کے کئی الفاظ آتے ہیں اور ان کی پہچان پڑھنے کی روانی بڑھا دیتی ہے۔ ممتحن یہی دیکھنا چاہتا ہے کہ طالب علم لفظ کو تنہا نہیں، اس کے خاندان سمیت پہچانتا ہے۔ مشق کے طور پر طالب علم ان پانچ منتخب جوڑوں سے پانچ جملے خود بھی بنائے، جیسے عَادَ الْمُسَافِرُ إِلَى بَيْتِهِ سَالِمًا یعنی مسافر خیریت سے گھر لوٹ آیا؛ جملے میں استعمال ہو جانے والا لفظ پھر کبھی نہیں بھولتا۔

سیاق سے انتخاب کی آخری تربیت

اس سوال سے جو بڑی مہارت حاصل ہوتی ہے وہ ہے سیاق کو پڑھنے کی صلاحیت۔ عربی میں بسا اوقات تینوں اختیارات لغت کے اعتبار سے ممکن ہوتے ہیں، مگر واقعے کی فضا اور جملے کے باقی حصوں کی قرینہ سازی صرف ایک کو درست بناتی ہے۔ مثلاً خبر سن کر قریش کا حال بتانے والے جملے میں اردو سوچ رکھنے والا طالب علم خوشی یا حیرت کی طرف بھی جا سکتا ہے، مگر سیاق پڑھا ہوا طالب علم فوراً پہچانتا ہے کہ یہاں غیظ و غضب کا ماحول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سوالات کی تیاری رٹے سے نہیں، سبق کے متن کو ایک بار غور سے پڑھنے سے ہوتی ہے۔ تیاری کا آخری مرحلہ یہ رکھیں کہ چاروں مکمل جملے اور ہر لفظ کے مترادف جوڑے ایک صفحے پر لکھ کر تین دن مسلسل انہیں ایک نظر دیکھیں؛ وقفے وقفے سے دہرائی لفظ کو عارضی یاد سے مستقل یاد میں منتقل کر دیتی ہے، اور امتحان کے دن پرچہ کھلتے ہی یہی سوال سب سے پہلے حل کرنے کے قابل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ نمبر یقینی دینے والا سوال ہے بشرطیکہ انتخابات دلیل کے ساتھ ذہن میں بیٹھے ہوں۔

خلاصہ و نتیجہ

نتیجہ یہ ہے کہ حصہ) الف (کے جوابات یہ ہیں :فَاغْتَاظَتْ، الْمُفَاوَضَاتُ، يَرْجِعَ اور ظُلْمٌ، اور حصہ) ب (کے مترادفات یہ ہیں :سَعَادَةٌ کا فَرَحٌ، حَرَارَةٌ کا سُخُونَةٌ، شَعَرَ کا أَحَسَّ، نَامَ کا رَقَدَ اور رَجَعَ کا عَادَ۔ انتخاب ہمیشہ سیاق سے کریں، مترادف میں سب سے قریب معنی والا لفظ چنیں اور مکمل جملہ لکھنے کی عادت رکھیں تو اس قسم کے سوالات میں غلطی کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔